بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر

لاہور - پاکستان

یوم :- چہار شنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ "
سہ ماہی ۶ "
ماہوار ۲½ "
فی پرچہ ۱۰/

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲	۴ ماہ ظہور ۱۳۲۷ ہش	۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ	۴ اگست ۱۹۴۸ء	نمبر ۱۷۶

جھنگ میں خرید اراضی کے متعلق احراری اخبار "آزاد" کی صریح کذب بیانی

ہم اراضی پیشکردہ قیمت پر فروخت کرنے کو تیار ہیں
تمام روپیہ پاکستان کے سرکاری خزانہ میں جمع کرادیا جائیگا

جماعت احمدیہ کے ناظر امور خارجہ کا تردیدی بیان

کوئٹہ ۳ اگست جناب ناظر صاحب امور خارجہ جماعت احمدیہ پاکستان نے حسب ذیل پریس کمیونک جاری کیا ہے۔ اخبار "زمیندار" نے اپنی اشاعت یکم اگست ۱۹۴۸ء میں احراری اخبار "آزاد" کے حوالہ سے ایک مقالہ افتتاحیہ سپرد قلم کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ جو اراضی جماعت احمدیہ نے چنیوٹ کے قریب ہیں دس روپیہ فی ایکڑ کے حساب سے خریدی ہے۔ اس اراضی کو بعض لوگ پندرہ سو روپیہ فی ایکڑ کے حساب سے خریدنے کیلئے تیار تھے۔ سو اگر یہ درست ہے تو واقعی حکومت کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز گورنمنٹ کے اس نقصان کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلئے حضور نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں یہ پیشکش جاری کردوں کہ ہم یہ رقبہ جو ۱۰۳۴ ایکڑ ہے۔ مندرجہ بالا پیش کردہ قیمت پر فروخت کرنے کو تیار ہیں اور علاوہ ازیں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس رقم کا جو پندرہ لاکھ اور اکاون ہزار روپیہ بنتی ہے) وصول ہوتے ہی ایک ایک روپیہ فوراً حکومت پاکستان کے خزانے میں داخل کرا دیں گے۔

آخیر میں ہم پاکستان کے شہریوں کو یقین دلاتے ہیں کہ اس معاملہ کے متعلق اخبار "آزاد" کا لفظ لفظ کذب بیانی پر مبنی ہے۔"

برطانوی پارلیمنٹ میں انڈین یونین پر نکتہ چینی کیخلاف پنڈت نہرو کا احتجاج

مصر سے حیدرآباد کو طبی امداد کی توقع

نئی دہلی ۳ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ اس وقت تک برطانیہ اور حکومت نظام کے درمیان دو خطوں کا تبادلہ ہو چکا ہے پہلا خط نظام دکن نے مسٹر ایٹلی وزیر اعظم برطانیہ کے نام لکھا تھا۔ جس میں درخواست کی گئی تھی کہ برطانوی حکومت اس مسئلہ میں مداخلت کرے۔ اور حیدرآباد کو ایک آزاد اور خود مختار مملکت تسلیم کرے۔ مسٹر ایٹلی نے اس خط کے جواب میں حضور نظام کو لکھا ہے کہ برطانوی حکومت اس سلسلے میں مداخلت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پنڈت نہرو وزیر اعظم ہندوستان نے بھی ایک خط مسٹر ایٹلی کے نام لکھا ہے۔ اس میں آپ نے اس بحث کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے جو حیدرآباد کے متعلق برطانوی دارالعوام میں حال ہی میں ہوئی ہے اور جس میں مسٹر چرچل اور ان کی پارٹی نے انڈین یونین کی موجودہ مسلم کش پالیسی کی مذمت کی تھی۔ آپ نے اس بحث کو ایک آزاد ملک کی توہین قرار دیا۔

حکومت ہند نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ حکومت نظام نے اعراب فلسطین کی مدد کے لئے دس لاکھ روپے کی منظوری دے کر ہندوستان اور حیدرآباد کے درمیان طے شدہ معاہدہ جاریہ کی خلاف ورزی کی ہے۔

مصر کی انجمن ہلال احمر حیدرآباد کو طبی مدد بہم پہنچانے کے جملہ انتظامات مکمل کر رہی ہے

کشمیر کمیشن کی ہراول پارٹی اوڑی کے محاذ پر

سری نگر ۳ اگست آج کشمیر کی ہراول پارٹی نے اوڑی کے محاذ پر ہندوستان کی اگلی دفاعی چوکیوں کا معائنہ کیا۔ انہیں وادی جہلم کی فوجی حالت بتائی گئی۔

ایک مسافر گاڑی پر سکھوں کا حملہ

بمبئی ۳ اگست کل سکھوں کے ایک دستے نے وکٹوریہ ٹرمینس کے قریب ایک مسافر گاڑی کے پانچ مسافروں کو لوٹ لیا اور تین ہزار روپے کی مالیت کا سامان لے کر فرار ہو گئے

مغربی طاقتوں کے نمائندوں کی مارشل سٹالن سے ملاقات

کریملن ۳ اگست کل رات مغربی طاقتوں کے تین نمائندوں نے مارشل سٹالن سے ایک اہم ملاقات کی جسمیں برلن کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ بحث کے وقت روس کے وزیر خارجہ موسیو مولوٹوف بھی موجود تھے نمائندے اپنے ہمراہ ایک انگریز اور ایک فرانسیسی ترجمان بھی لے گئے تھے۔

عرب مہاجرین کا مسئلہ فوری توجہ کا مستحق ہے

(برطانوی نمائندہ)

لیک سیکسس ۳ اگست برطانوی نمائندے کی درخواست پر سلامتی کونسل نے اپنے اجلاس میں فلسطین کے عرب مہاجرین کے مسئلہ پر غور کیا۔ برطانوی نمائندے نے تقریر کرتے ہوئے کہا فلسطین کے عرب مہاجرین کا مسئلہ بڑا نازک اور اہم ہے اس وقت کم سے کم اڑھائی لاکھ ایسے پناہ گزین موجود ہیں۔ جن کی حالت بڑی نازک ہے کونسل کو اس مسئلہ کی طرف فوراً توجہ دینی چاہئے کونسل نے قطعی فیصلہ کرنے سے قبل اس سلسلے میں مزید معلومات طلب کی ہیں اور جلد سے جلد یہ معلومات مہیا کرنیکی ہدایت کی ہے۔

درخواستِ دُعا

(از حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

میری بچی عزیزہ محمودہ بیگم سلمہا اللہ بیگم مرزا منور احمد صاحب اور عزیزہ منصورہ بیگم سلمہا اللہ بیگم مرزا ناصر احمد صاحب عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ تمام احباب جماعت سے اور خصوصاً صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

احمدی مبلغینِ اسلام کے لئے دُعا کیجائے

رمضان کا آخری عشرہ جا رہا ہے اور یہ دُعا کے خاص دن ہیں۔ بیرون پاکستان کے مبلغین کے لئے اُن کے نام دے کر احباب سے دُعا کی درخواست کر چکا ہوں۔ اب پھر ان خاص الخاص ایام میں یاد دہانی کراتے ہوئے بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ **مولوی محمد صدیق صاحب** جو بارہ برس سے سیرالیون میں نہایت جانفشانی سے کام کر رہے ہیں بہت عرصہ سے سخت بیمار ہیں ایسے ہی کئی اور مجاہد بیمار رہے ہیں۔ ان سب کے لئے خاص طور سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ جن علاقوں میں یہ مجاہد کام کر رہے ہیں۔ اُن علاقوں کے احمدیوں کے لئے بھی دعا فرمائی جاوے۔ (وکیل التبشیر)

کشمیر کے مہاجرین و مجاہدین کے سلسلے میں خواتین ریلیف کمیٹی کی قابلِ قدر خدمات

لاہور — نامہ نگار خصوصی سے — ۳ اگست

پنجاب خواتین کشمیر ریلیف کمیٹی نے گذشتہ تین مہینوں میں کشمیر کے مہاجرین اور مجاہدین کی خدمت و امداد کے سلسلے میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اس عرصے میں مجاہدین کو مختلف جنگی محاذوں پر خوراک اور مختلف اشیاء کے ۲۰ ہزار پارسل ارسال کئے گئے۔

بیگم انعام الرحیم کی نگرانی میں خوراک دودھ ڈبوں اور پھلوں وغیرہ کے پارسلوں کے دس ٹرک مجاہدین کو بھیجے گئے۔ اس کے علاوہ بے خانماں کشمیری مہاجرین میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی تحفہ دیا گیا۔

خواتین کشمیر ریلیف کمیٹی کے مرکزی ادارے کی اطلاع کے مطابق سیالکوٹ خواتین ریلیف کمیٹی مہاجرین کی خدمت میں بیش از بیش حصہ لے رہی ہے زیادہ تندہی سے کام کرنے والی کارکنوں میں بیگم مرزا مظفر احمد۔ بیگم عنایت اللہ اور بیگم اسلام الدین کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

بیگم سلمیٰ کی قیادت میں ریلیف کمیٹی کے جس وفد نے پنجاب کے مختلف اضلاع کا دورہ کیا اُس کا کہنا ہے کہ کیمپوں میں بچوں اور بچوں والی عورتوں کو خاطر خواہ خوراک میسر نہیں آتی۔ اُن میں اکثر مریض ہیں۔ اور کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے نیم برہنہ۔

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی۔ اے۔ ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۲۔ مبلغین روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر - روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

روزنامہ الفضل
۴ اگست ۱۹۴۸ء

قیادت

(۲)

مودودی صاحب اپنے حقائق افروز مقالہ میں رقمطراز ہیں۔

"آج ایک سال کے بعد کہا جا رہا ہے۔ کہ یہ سب کچھ ماؤنٹ بیٹن نے اپنی زبردستی سے کیا تھا۔ اور ہم اس پر راضی نہ تھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب یہ زیادتی کی جا رہی تھی۔ اور آپ دیکھ رہے تھے کہ ماؤنٹ بیٹن ہماری بربادی کے کیا سامان کر رہا ہے۔ اس وقت آپ کی زبان کہاں چلی گئی تھی؟ کیوں نہیں آپ نے اپنی قوم اور ساری دنیا کو اس شرارت کی اطلاع دی؟ کیوں آپ خاموشی سے سب کچھ قبول کرتے گئے؟ جو مسلمانوں کے لئے سخت تباہ کن تھا؟ کیوں آپ نے اسی وقت یہ اعلان نہ کیا کہ یہ سب کچھ ماؤنٹ بیٹن اپنی ذمہ داری پر کر رہا ہے۔ بعد میں جب اس غلط طرز تقسیم کے سخت ہولناک نتائج رونما ہو گئے! اور لاکھوں مسلمانوں کو اس کا بدترین خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اس وقت بھی آپ نے اپنی پوزیشن صاف کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی۔" تسنیم

اس کا سیدھا سا جواب تو یہی ہے۔ کہ آخر آپ اور آپ کی جماعت بھی تو یہیں تھی۔ اگر غلطیاں ہو رہی تھیں۔ اور آپ محسوس کر رہے تھے۔ تو آپ کیوں نہ آگے آئے لیکن آپ تو مقاطعہ کئے بیٹھے تھے۔ اور بیان پر بیان جاری کر کے مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کا کارنامہ سر انجام دے رہے تھے۔ آپ تو یہ فرما رہے تھے کہ تمہارے پاس "نو من تیل" کہاں ہے کہ رادھا نا چے۔

پھر یہ کس قدر غلط بات ہے کہ تقسیم میں جو نقصان مسلمانوں کو پہونچا۔ اس کا ذکر ایک سال کے بعد کیا گیا ہے۔ مودودی صاحب اس زمانے کے مسلم لیگی اخبارات کو پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ کیا کچھ نہیں کیا گیا تھا۔ قائداعظم کی پہلی تقریر جو پاکستان ریڈیو سے نشر ہوئی تھی وہی پڑھ لیتے۔ آپ ان سب باتوں کو بھول گئے ہیں۔ اس وقت آپ کو یاد ہی نہیں رہا۔ کہ مرغان رشتہ برپا دام سے رہائی کے لئے کتنے تڑپتے تھے۔ اور کس کس طرح تڑپتے تھے۔ آپ اب ایک سال کے بعد فرما رہے ہیں۔ کہ دام کو یہاں سے کیوں نہ توڑا۔ اور وہاں سے کیوں نہ مروڑا کیا مودودی صاحب اب پاکستان کی باگ ڈور اسی قیادت کے ہاتھ میں دینا چاہتے ہیں۔ جس کا نمونہ خود آپ نے دکھایا۔

پھر اگر مسلمانوں نے آپ کی قیادت کو منظور نہیں کیا تھا۔ تو آپ کو روٹھ کر بیٹھ جانے کا کیا حق تھا۔ کیا اسلام کی تعلیم اتنی ہی بے دردی سکھلاتی ہے۔ کہ مسلمانوں کی قوم کی قوم موت وحیات کی جنگ میں معروف ہو۔ اور اس کے بالکل مٹ جانے کا احتمال غالب ہو۔ تو سب سے بڑا مومن سب سے بڑا مصلحت بین سب سے بڑا دانشمند شرعی عذر لے کر روٹھ بیٹھے رہے یہ تو ایک سیاسی اختلاف تھا۔ زندہ قومیں تو ایسے موقعہ پر ذاتی دشمنیاں بھی نظر انداز کر دیتی ہیں۔

یہاں ذرا اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ آپ کے پاس وہ کیا چیز ہے۔ جو آپ مسلمانوں کو دینا چاہتے تھے۔ اور جس سے مسلمانوں کے تمام مسائل خود بخود حل ہو سکتے تھے۔ آپ کا اسلامی جماعت کے متعلق یہ نظریہ ہے۔ کہ وہ طاقت حاصل کرے۔ اور طاقت حاصل کرتے ہی باطل نظاموں پر ٹوٹ پڑے۔

اب ذرا اس نظریہ کو تقسیم سے ماقبل حالات پر چسپاں کر کے دیکھئے، ایک دشمن اکثریت کے زیر اقتدار آکر یہ طریق کار کس طرح ممکن تھا جب

"پوری قوم کو ہندوستان کے ہر گوشے اور زندگی کے ہر میدان میں ہندو قوم پرستی کے ہاتھوں اس کے بالکل برعکس تجربات پیش آ رہے تھے۔" "تسنیم"

اور مسلمانوں کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ

"اس ملک میں ہندو قوم پرستی کا غلبہ ان کے لئے ایک حقیقی خطرہ ہے اور یہ خطرہ سر پر آ چکا ہے۔" تسنیم

تو آپ کا نسخہ کس طرح کارگر ہو سکتا تھا۔ یہ نسخہ تو اسی قسم کا تھا کہ جیسا پنجابی میں کہتے ہیں "بوہے آئی جنج تے وِنّو کڑی دے کن" یعنی برات دروازہ پر کھڑی ہے۔ اور اب دلہن کے کان چھیدے جا رہے ہیں۔

دشمن ہوائی جہازوں سے بمباری کر رہا ہے اور ہمارے کمانڈر فرما رہے ہیں۔ کہ اینٹی ایر کرافٹ مت استعمال کرو یہ باطل ادیان کا ہتھیار ہے شکر ہے کہ آپ کے ہاتھ میں قیادت نہیں تھی ورنہ ہمارا حال بھی وہی ہوتا۔ جو روسیوں کے ہاتھوں سمر قند کا ہوا۔ کہ آسمان سے ہوائی جہاز بم برسا رہے ہیں۔ اور مسلمان دشمن کا مقابلہ کرنے کی بجائے مسجدوں کے حجروں اور خانقاہوں میں اکٹھے ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں۔ اگر ۔ ۔ ۔ ۔

لیکن ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ عملی زندگی میں اگر مگر کسی کام نہیں آتے ہتھیار وہی ہے۔ جو میدان میں بوقت ضرورت کام آئے۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ جو حالات ہندوستان میں رونما ہو گئے تھے۔ ان کی موجودگی میں اور جو مسلمانوں کی عادات بن گئی تھیں، ان کے لحاظ سے استخلاص کا بہترین اور فوری طریقہ کیا تھا۔ یہاں شاعرانہ توقعات کا موقعہ نہ تھا نہایت بے رحم ٹھوس حقائق سے مقابلہ تھا۔

افسوس ہے کہ مودودی صاحب نے ان بے درد ٹھوس حقائق کا جو اس وقت موجود تھے۔ اپنے مقالہ میں کوئی جائزہ نہیں لیا۔ اور نہ ان کے پیش نظر اپنی نہایت تلخ جرح قدح میں مسلم لیگی قیادت کی رعائت مدنظر رکھی ہے۔ اور جس قدر زوردار الفاظ میں اسے مطعون کر سکتے ہیں کیا ہے۔ اور پھر بھی مدیر تسنیم نہایت ستم ظریفی سے آپ کے مقالہ کو "حقائق افروز" ازراہ کرم مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ان مسلمانوں کے سامنے جو مودودی صاحب کے مسلمانوں کے خلاف فتوؤں کی کنہ دریافت کرنے کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور جواب پکار کر کہہ رہے ہیں۔

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

آپ کو ایک غلط فہمی یہ لگی ہوئی ہے۔ کہ باقی تمام دنیا تو نظام باطل کی حامی ہے۔ اور آپ اور آپ کے زیر اثر لوگ ہی صرف اسلامی نظام کو سمجھ سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ اسلامی نظام اور اس کے طریق قیام استحکام کی ابجد تک سے بھی واقف نہیں ہیں۔ آپ کا طریق قیام و استحکام حکومت سے شروع ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا ایندم تمام اسلامی تاریخ میں ایک بھی مثال ایسی نہیں کہ اسلامی نظام حکومت سے شروع ہوا ہو۔ آپ کے خیال میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا منتہائے مقصد ہی یہ ہے۔ کہ تلوار کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے۔ اس سے آپ کو کوئی تعلق نہیں کہ قرآن کریم یا سنت رسول اللہ میں اس نظریہ کی کوئی بنیاد ہے یا نہیں۔ آپ کے پاس اس کے لئے دلیل صرف یہ ہے۔ کہ جاہلی لیڈروں کا یہ طریق ہے، اس لئے اسلام کا بھی یہی طریق ہے۔ قرآن کریم اور سنت نبی لاکھ پکار پکار کہے کہ ہمارا یہ نظریہ نہیں ہے لیکن آپ کہتے ہیں نہیں اسلام کا نظریہ یہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب جب پاکستان بن گیا ہے۔ تو آپ جو پہلے اس کے دشمن تھے تقاضا پر تقاضا کر رہے ہیں۔ کہ گو قائداعظم نے پاکستان بنانے میں بڑی بھاری غلطی کی ہے۔ اب اس کی باگ ڈور قائداعظم کے ہاتھ میں نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ بلکہ اسکے ہم حقدار ہیں۔ کیونکہ یہ نکتہ ہم ہی سمجھتے ہیں۔ کہ خدائی بادشاہت حکومت کی باگ ڈور ہاتھ میں لینے ہی سے شروع ہوتی ہے۔ قائداعظم یا دوسرے مسلم لیگی زعما یہ فن کیا جانیں۔

مشکل یہ ہے کہ مودودی صاحب کے ذہن میں اسلامی نظام اور اس کے قیام و استحکام کا تصور باطل نظاموں کے قیام و استحکام کا مرہون ہے آپ اسلامی انقلاب کو بھی اسی طرح کا ایک دنیاوی انقلاب سمجھتے ہیں۔ جس طرح کے دنیاوی انقلاب آج مغربی مختلف تحریکوں فسطائیت یا اشتراکیت وغیرہ کے مدنظر ہیں۔ جو سراسر سفلی اور مادی ہیں۔ اور اس لئے بغیر تدارک کے رو تھا نہیں ہو سکتے ظاہر ہے۔ کہ دونوں کے طریق کار میں زمین و آسمان کا فرق ہونا چاہیئے۔

آپ اسلامی جماعت کو بھی محض ایک دنیاوی پارٹی سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح تمام دنیاوی پارٹیاں پہلے حکومت پر ہاتھ مارتی ہیں اسی طرح اسلامی پارٹی بھی پہلے حکومت پر ہاتھ مارتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی موجودہ قیادت کو تباہ کر دیا جائے۔ خواہ اس کے ساتھ پاکستان کا بھی نام و نشان مٹ جائے۔ آپکی نیت کا بظاہر صالح ترین اندازہ یہی کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ دلوں کے حقیقی حال کو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگرچہ آج تک آپ نے جتنے بھی غلط یا صحیح فتوے دیئے ہیں۔ وہ تمام کے تمام پاکستان کے خلاف دیئے ہیں۔ اور آپ نے اس بات کا بھی خیال نہیں کیا۔ کہ متضاد فتوے دے رہے ہیں۔

دوستو! قادیان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھو

یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص دن ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ ان ایام میں قادیان کی بحالی کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارا پیارا مرکز ہمیں جلد تر واپس دلا دے۔ اور ایسی صورت میں واپس دلائے۔ کہ ہم اپنے جماعتی پروگرام کو پوری طرح آزادی کے ساتھ بلا روک ٹوک جاری رکھ سکیں۔ ورنہ اسکے بغیر محض نام کی بحالی چنداں مفید نہیں ہو سکتی

خاکسار مرزا بشیر احمد آف قادیان
رتن باغ لاہور

روزنامہ الفضل لاہور ... ۱۹۴۸ء

(6)

خطبہ جمعہ

خطبہ اسلامی ۳۹

دو باتیں

(۱) حفاظت قادیان کے وعدے جلد پورے کرو اور دوسروں سے بھی کراؤ

(۲) تبلیغ کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اپنے دوستوں سے صاف صاف کہدو کہ یا مجھے سمجھاؤ یا اپنی غلطی مان لو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۱۶ جولائی ۱۹۴۸ء یارک ہوس کوئٹہ

مرتبہ: مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

جیسا کہ میں نے درس کے شروع میں بتایا تھا۔ کہ جمعہ کے دن درس نہیں ہوا کرے گا۔ آج درس نہیں ہوگا۔ خطبہ میں مختصر طور پر میں

دو باتوں کی طرف

جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میری طبیعت آج خراب ہے۔ روزہ تو میں نے رکھ لیا ہے شاید میں روزہ نہ رکھنے میں معذور سمجھا جا سکتا تھا۔ مگر خواہ میرا روزہ رکھنا صحیح تھا یا غلط تھا۔ بہرحال میں نے آج اپنے اجتہاد سے روزہ رکھ لیا ہے۔ کیونکہ میں نے اتنا لمبا سفر اسی لئے کیا تھا۔ تا بیماری میں شدت گرمی زیادتی پیدا نہ کر دے۔ اور اس طرح میں روزوں سے محروم نہ رہ جاؤں۔ وہ دو باتیں جن کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ

حفاظت قادیان کے وعدے

جن لوگوں نے کئے تھے۔ اب وہ ان وعدوں کی ادائیگی میں بہت سستی سے کام لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا۔ اور قادیان اور مشرقی پنجاب سے ہمیں ہجرت نہ کرنی پڑتی۔ تب تو سستی کی کوئی وجہ ہو سکتی تھی۔ دشمن نے جو کچھ کیا اس کی وجہ سے تو لوگوں میں پہلے کی نسبت زیادہ جوش پیدا ہو جانا چاہیئے تھا۔ میرا چندہ حفاظت قادیان

بیس ہزار روپے

بنتا تھا جو میں نے قادیان میں ہی دے دیا تھا۔ اگر میں نے یہ رقم ادا نہ کی ہوئی ہوتی۔ تو اگر تھوڑی سے تھوڑی طاقت بھی اس کی ادائیگی کی ہوتی۔ تو میں ضرور سب سے پہلے یہ رقم ادا کرتا۔ اور ہرگز یہ عذر پیش نہ کرتا۔ کہ چونکہ میری جائداد قادیان میں رہ گئی ہے۔ اس لئے میں یہ چندہ ادا نہیں کر سکتا۔ حق تو یہ ہے۔ کہ اگر کوئی چیز ہمارے پاس باقی رہ گئی ہے۔ تو اس میں

خدا تعالےٰ کا حق

سب سے مقدم ہے۔ اور ہمارا حق بعد میں ہے۔ مجھ سے قادیان کے بعض دوستوں نے پوچھا تھا کہ ہماری جائدادیں قادیان میں رہ گئی ہیں۔ ہمارے لئے اس چندہ کے متعلق کیا حکم ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ ان کی جائدادیں خواہ کم تھیں یا بالکل ہی نہیں تھیں۔ وہ صرف محنت مزدوری کر کے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ پس اس کا سوال ہی نہیں ہے۔ کہ ان کی

جائدادیں مشرقی پنجاب میں

رہ گئی ہیں۔ اگر انہوں نے حفاظت قادیان کے چندے کے وعدے کئے ہوئے تھے۔ تو انہیں اپنے وعدے ادا کرنے چاہئیں۔ اور یہ چندہ بہرحال دینا چاہیئے۔ میری جائداد بھی تو قادیان میں رہ گئی ہے۔ میں نے یہ چندہ قادیان میں ہی ادا کر دیا تھا۔ کیا مجھے سزا اس بات کی ملنی چاہیئے۔ کہ میں نے چندہ پہلے کیوں ادا کر دیا۔ اگر آپ نے ابھی تک چندہ ادا نہیں کیا۔ تو یہ آپکی غفلت ہے۔ اور آپ کی غفلت کی سزا آپ کو زیادہ ملنی چاہیئے۔ نہ یہ کہ آپ کو چندہ ہی معاف کر دیا جائے۔ قادیان کے دوستوں کا بہت نقصان ہوا ہے۔ اگر میری ان کے متعلق یہ رائے ہے۔ تو دوسروں کو میں کس طرح معذور سمجھ سکتا ہوں۔ یہ چندہ نہایت ہی اہم ہے۔ لیکن اس کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔

کل کی رپورٹ

جو مجھے ملی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ اس مد میں صرف ۵۶ روپے کی رقم وصول ہوئی ہے۔ گویا اس طرح کی وصولی کے یہ معنے ہوئے کہ پندرہ سو روپیہ فی مہینہ آمد ہوئی۔ اور ابھی آٹھ لاکھ کی وصولی باقی ہے۔ اور اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ۴۲ سال میں جا کر یہ رقم وصول ہوگی۔ کیا کوئی معقول آدمی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ اگر اس طرح آمد ہو۔ تو یہ اہم ضروری اور اہم کام چل سکتا ہے۔ ہمارا کام پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ پھر

قادیان میں

جو لوگ جاتے ہیں۔ وہاں ان کی کمائی کی کوئی صورت نہیں۔ ان پر بھی بہرحال سلسلہ کا خرچ آتا ہے۔ وہ اپنے کام بند کر کے قادیان چلے جاتے ہیں۔ ان کا بوجھ بھی سلسلہ نے اٹھانا ہے۔ بھیجے لڑکوں کو تو ہم یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ جس طرح ہو سکے گزارہ کئے جاؤ۔ لیکن جو لوگ قادیان میں ہیں۔ وہ تو بالکل بے کار ہیں۔ اور وہ کوئی کام کر ہی نہیں سکتے۔ ان کے کھانے پینے اور کپڑے دھونے کے صابن کا خرچ وغیرہ سلسلہ کو برداشت کرنا ہوگا۔ پھر قادیان میں جو مکانات ہمارے قبضہ میں ہیں۔ ان کے ٹیکس بھی ہمیں ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اگر ہم ان کے

ٹیکس ادا نہ کریں

تو حکومت ہمیں وہاں سے نکال دے گی۔ ہم یہ عذر پیش نہیں کر سکتے۔ کہ ان مکانات کے مالک یہاں نہیں ہیں۔ اس لئے ہم ٹیکس ادا نہیں کر سکتے۔ یا وہ ہیں تو یہاں کچھ کما نہیں سکتے۔ اگر ہم یہ کہہ دیں۔ کہ ہم ٹیکس نہیں دے سکتے۔ تو حکومت کے ہاتھ میں یہ ایک بہانہ آ جائے گا۔ کہ اچھا ٹیکس نہیں دیتے۔ ان کے مکان نیلام کروا دو۔ پس اگر ہم ان محلوں کو جو ہمارے قبضہ میں ہیں خالی کرانا نہیں چاہتے۔ تو ہمیں ان مکانات کے ٹیکس ادا کرنے پڑیں گے۔ اور پھر یہ سیدھی بات ہے۔ کہ ایسے خطرناک جگہوں پر اور بہت اخراجات بھی کرنے پڑتے ہیں۔ پھر ہمیں

ساری دنیا میں پروپیگنڈا

ابھی کرنا ہے۔ اور پروپیگنڈا کے لئے دوسرے ممالک میں ٹریکٹ وغیرہ بھی بھیجنے پڑتے ہیں۔ اور اس سوال کو زندہ رکھنے کے لئے وزارتوں اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں وغیرہ کے ساتھ تعلق تازہ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ان جماعتوں میں پروپیگنڈا کرنا پڑتا ہے۔ دوسری قومیں اگر اس کام کو کرنا چاہیں تو ایک لاکھ روپیہ فی مہینہ سے بھی اس کام کو نہیں چلا سکتیں۔ لیکن ہمارا کام تو بہت تھوڑے پیسوں سے ہو رہا ہے۔ مگر پھر بھی اخراجات اوسطاً

پچیس تیس ہزار روپیہ

سے کم نہیں۔ اگر پندرہ سو روپیہ ماہوار کی ہی آمد ہو تو ہم مجبور ہونگے کہ قادیان کے دوستوں سے کہیں گے۔ کہ وہ قادیان خالی کر کے آ جائیں۔ اس لئے کہ تمہاری قوم تمہاری حفاظت کے لئے تیار نہیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ آیا

کوئٹہ کی جماعت

اپنا حق ادا کر چکی ہے یا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک سال کے وعدے تھے۔ جن پر ڈیڑھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور ابھی تک جماعت کے دوستوں نے اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اب تو دوسرے سال کا مطالبہ ہونا چاہیئے تھا۔ مگر ابھی تک پچھلے سال کے وعدے بھی ادا نہیں ہوئے۔ یہ خطبہ تو شائع ہو جائیگا اور دوسری جماعتوں میں بھی جائے گا۔ لیکن میرے پہلے مخاطب آپ ہیں۔ میں جماعت کے

سیکرٹری صاحب مال

کو جن کے کام سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ حساب کریں۔ کہ جماعت کے کتنے وعدے تھے۔ اور کیا وہ ٹھیک تھے غلط تو نہیں تھے۔ اگر غلط تھے۔ تو وہ انہیں ٹھیک کروائیں۔ اور اگر ٹھیک تھے۔ تو وہ دیکھیں کہ کیا ان کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ اور اگر ادائیگی نہیں ہوئی۔ تو وہ ادائیگی کروائیں۔ اور دوسری جماعتوں کے لئے نمونہ بنیں۔ تا ان کا نمونہ دیکھ کر دوسری جماعتیں بھی نیکی کی طرف بڑھیں (اس خطبہ کے بعد عزیزم میاں کرم الٰہی صاحب نے رقعہ لکھا کہ وہ پہلا وعدہ پورا کر چکے ہیں۔ اور پھر نئے سرے سے اتنی ہی رقم کا وعدہ حفاظت مرکز کے لئے کرتے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ دوسروں کے لئے ان کا نمونہ نیک تحریک کرنے کا موجب بنائے)۔

دوسری بات

جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ کہ یہاں تبلیغ کم ہو رہی ہے۔ اور احباب پوری طرح اس طرف توجہ نہیں دے رہے۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں۔ کہ حقیقی طور پر یہاں تبلیغ نہیں ہو رہی۔ اس وقت مجھے یہ کہا بھی گیا تھا۔ کہ تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ بعض دوست بیعت کے لئے تیار بھی ہیں۔ مگر ابھی تک اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ جس طرح عام لوگوں میں یہ غلطی پائی جاتی ہے۔ کہ جب کوئی کسی کے سرسری بات کر لیتا ہے۔ تو یہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ تبلیغ ہو گئی۔ کسی کے سامنے جماعت کی سرگرمیوں کا سرسری طور پر ذکر کر دیا۔ اور اس نے ہاں میں ہاں ملا دی۔ یا کہہ دیا۔ کہ تمہاری جماعت بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ تو پھر سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ بس وہ احمدی ہو جائے گا۔ یہاں بھی یہ غلطی پائی جاتی ہے۔ اپنے مطلب کی بات ہو تو ہر ایک ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔ اس بات سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا۔ کہ وہ احمدیت کی طرف مائل ہے۔ یا جلدی احمدی ہو جائے گا غلط ہے۔ کسی کے گھر میں کوئی پھلوں

کی نوکری بھیج دے۔ اور وہ جزاک اللہ کہہ دے۔ اس سے یہ مطلب نکال لینا کہ وہ احمدیت کی طرف مائل ہے۔ نہایت ہی عقل کے خلاف ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ لوگ سرسری ذکر سے تسلی پا جاتے ہیں۔ درست نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے یہ سنا تھا کہ

ایک لڑکا تھا

ماں نے اسے نوکری کے لئے ایک امیر آدمی کے پاس بھیجدیا۔ وہ خود بیوہ تھی اور اس کے اور بھی بچے تھے۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا جو تنخواہ تمہیں ملا کرے گی۔ وہ سب مجھے بھیج دیا کرنا۔ بیٹے نے کہا۔ کہ اگر مجھے کوئی ضرورت ہوئی۔ تو وہ میں کہاں سے پوری کروں گا۔ ماں نے کہا وہ انعاموں سے پوری کر لینا۔ بیٹے نے کہا کہ انعام کیسے ملتے ہیں تو ماں نے کہا اچھے آقا اپنے نوکروں کو انعام دیا کرتے ہیں۔ بیٹے سے کہا اگر وہ نہ دے ماں نے کہا جب خوش ہو انعام مانگ لیا کرنا بیٹے نے کہا مجھے کیسے پتہ چلے گا۔ کہ وہ خوش ہوا ہے۔ ماں نے کہا میں تمہیں بتاتی ہوں جب وہ ہنسے گا۔ تو سمجھ لینا۔ کہ وہ خوش ہو گیا ہے۔ پھر اس سے انعام مانگ لینا۔

کچھ عرصہ کے بعد وہ امیر آدمی

سفر پر گیا

راستے میں وہ ایک سرائے میں ٹھہرا رات کو بارش شروع ہو گئی۔ اس امیر آدمی نے نوکر سے کہا کہ لیمپ بجھادو۔ مجھے روشنی میں نیند نہیں آتی۔ نوکر نے جواب دیا۔ منہ پر لحاف لے لو۔ خود بخود اندھیرا ہو جائیگا۔ کیونکہ مجھے بھی اندھیرے میں نیند نہیں آتی۔ وہ امیر آدمی اسے بچہ سمجھ کر چپ ہو رہا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا کہ جاؤ۔ دیکھو کہ کیا بارش ہو رہی ہے۔ نوکر نے چارپائی پر لیٹے لیٹے ہی جوابدیا۔ ہاں بارش ہو رہی ہے۔ مالک نے پوچھا تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کہ

بارش ہو رہی ہے

نوکر نے جوابدیا میرے پاس سے ایک بلی گزری ہے۔ میں نے اس پر ہاتھ مار کر دیکھا ہے۔ وہ بھیگی ہوئی تھی پھر مالک نے کہا کہ ہوا ٹھنڈی آرہی ہے کواڑ بند کر دو نوکر نے جواب دیا دو کام میں نے کئے ہیں یہ کام آپ کریں۔ مالک اپنے نوکر کی بیوقوفی پر ہنس پڑا۔ اس پر وہ لڑکا فوراً کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ کہ حضور انعام دیجئے۔ یہی حال سرسری تبلیغ کا ہے۔ مطلب کی بات پر تو ہر ایک خوش ہو جاتا ہے مطلب کی باتیں کسی کے سامنے پیش کر دینے سے

تبلیغ کا فرض

ادا نہیں ہوتا۔ اور نہ ایسی تبلیغ سے کوئی نتیجہ نکلتا ہے۔ بلکہ ایسے مسائل پیش کرنے چاہئیں جس سے وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ پھر ایسی طور سے پیش نہیں کرنے چاہئیں۔ جس سے وہ چڑ جائیں بلکہ اسطرح پیش کرنے چاہئیں کہ انکے اندر صداقت کو

قبول کرنے کا میلان

پیدا ہو جائے۔ اگر تمہارا کوئی دوست ہے۔ تو اس سے پوچھو۔ کہ دیکھو بھائی میں تم سے اتنی دیر ملتا جلتا رہا ہوں یا تو میں بے ایمان ہوں یا تم بے ایمان ہو۔ دونو میں سے ایک بات ضرور ہے۔ میں تو تمہیں سمجھاتا رہا ہوں۔ اگر میری باتیں ٹھیک ہیں۔ اگر میری باتوں کا تم پر اثر ہے اور سمجھتے ہو۔ کہ میں صحیح راستہ پر ہوں۔ تو پھر تم کیوں سزا کو قبول کرتے ہو اور جہنم میں پڑتے ہو لیکن اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ میں غلط راستہ پر ہوں تو پھر تمہیں چاہئیے کہ مجھے سمجھاؤ تا میں غلط راستہ کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ ہو جاؤں۔ اس طرح وہ اپنا اندر ونہ آپ پر کھول دے گا اگر اسے آپ کی کچھ باتیں سمجھ نہیں آئیں تو وہ باتیں تمہیں بتائیگا۔ کہ دیکھو بھئی یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ اور اس طرح آپ کو دوبارہ سمجھانے کا موقعہ مل جائیگا۔ بغیر اس کے کام نہیں چلے گا

محض باتیں سننے سے

کسی کے چہرے پر بشاشت کا ظاہر ہو جانا۔ اس بات کی علامت نہیں کہ وہ احمدی ہو گیا ہے۔ یا یہ کہ وہ احمدیت کے قریب ہے۔ اور جلد بیعت کر لے گا۔ اگر کسی نے آپ کے گھر آکر کھانا کھالیا اور اس نے خوش ہو کر کہہ دیا کہ آپ کی جماعت بڑی اچھی ہے۔ آپ لوگ تبلیغ کرتے ہیں۔ قربانی اور ایثار کا جذبہ آپ لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اس سے آپ یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ وہ احمدیت کے قریب ہے۔ اور وہ جلدی بیعت کر لے گا اگر آپ ایسا سمجھ لیتے ہیں۔ تو یہ آپ کا غلط اندازہ ہے پچھلے دنوں جب ہم قادیان میں دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے۔ اس وقت ہر طرف یہ شور تھا۔ کہ جماعت احمدیہ

قربانی کا بہت اچھا نمونہ

پیش کر رہی ہے یہ اس وجہ سے نہیں تھا کہ دوسرے مسلمانوں پر احمدیت کا اثر تھا یا انہوں نے احمدیت کو سچا جان لیا تھا۔ بلکہ اس وقت ان کے سامنے اپنی غیرت اور عزت کا سوال تھا۔ وہ دنیا کو بتانا چاہتے تھے۔ کہ دیکھو مسلمانوں کا ایک حصہ تو اپنی جگہ پر ڈٹا ہوا ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ اس طرح اس نیک نامی اور شہرت میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں۔ اور اس کام میں ہمارے ساتھ برابر کے حصہ دار ہو جائیں یہ ان کے

اپنے مطلب کی بات

تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ہمارے اس کام پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ جب کام نکل گیا۔ تو اب انہی لوگوں میں سے بہت سے مخالفت پر اتر آئے ہیں لیکن کامل دوست تو وہ ہے جو اچھے اور برے آرام اور تکلیف، سکھ اور دکھ سب میں شریک ہو۔ اور یہ اس طرح ہی ہو سکتا ہے کہ وہ جماعت میں داخل ہو جائے۔ آپ کو ایسے افراد سے تصفیہ کر لینا چاہئیے۔ یونہی لٹکائے نہیں جانا چاہیے

تبلیغ کرو

اور دیکھو کہ تمہاری تبلیغ کا ان پر کیا اثر ہے۔ اگر آپ کی باتوں کا ان پر اثر ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ آپ ٹھیک راستہ پر جا رہے ہیں۔ تو پھر ان سے کہدو۔ کہ اگر تمہارے نزدیک میری باتیں صحیح ہیں۔ اور تم سمجھتے ہو۔ کہ میں ٹھیک راستہ پر جا رہا ہوں تو پھر تمہیں ماننے میں کیا انکار ہے میں نے جو درست سمجھا تھا وہ تمہیں بھی سمجھا دیا ہے اب اگر تم کو کوئی اعتراض ہے۔ تو وہ پیش کرو ورنہ تم مجھے سمجھاؤ۔ اور اس راستہ پر مجھے بھی لگاؤ جس کو تم صحیح خیال کرتے ہو۔ اس طرح اگر تمہارا دوست تمہاری باتوں کو ہی درست سمجھتا ہے تو وہ تمہارے ساتھ آجائیگا۔ اور اگر اسے ابھی

کچھ اعتراضات ہیں

تو پھر تمہیں ان کے جوابات دینے کا موقع مل جائے گا۔ جب تمہاری تبلیغ سے اس کی تسلی ہو جائے۔ اور تم اس پر حجت تمام کر لو تو اسے کہو کہ مرد بنو۔ بزدل نہ بنو۔ آؤ ان اکھیلوں میں تم بھی سر دو۔ جن میں میں نے اپنا سر دیا ہوا ہے اگر تم اسے ٹھیک کام سمجھتے ہو۔ تو پیچھے کیوں ہٹتے ہو۔ حق یہی ہے کہ کسی نہ کسی جگہ پر بات پہنچے۔ یونہی غلط طور پر کسی کی نسبت خیال کر لینا کہ اب یہ احمدیت کے قریب ہے۔ اور ضرور

بیعت کرلے گا

درست نہیں۔ اس طرح بات تو لٹکتی جائے گی وہ پانچ سال بعد بھی وہی بات کہہ دے گا۔ جو بات اس نے اب آپ کے سامنے کہی ہے یا پانچ سال قبل آپ کے سامنے کہی تھی۔

دوست وہی ہے

جو تمہارے ہر کام میں شریک ہو۔ ورنہ دوستی کا فائدہ ہی کیا۔ پس رسمی اور سرسری باتیں کرنا کافی نہیں۔ تبلیغ کرو۔ اور ایسی تبلیغ کرو۔ جس کا کوئی نتیجہ بھی نکلے۔ یا تو وہ سچے طور پر تمہاری باتوں پر غور کرے۔ اور یا وہ کہدے کہ وہ صرف ظاہر داری کی باتیں کرتا تھا۔ اور قطع تعلق کر لے۔ اس طرح تمہیں جو اس پر اعتماد تھا۔ اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ پس حقیقت یہی ہے کہ یہاں سچے طور پر تبلیغ نہیں کی گئی۔ وہ تبلیغ جس سے کہ کسی پر حجت تمام ہو۔ جب تک کسی سے کھول کر باتیں نہ کی جائیں تب تک کوئی

تبدیلیٔ مذہب

پر تیار نہیں ہوتا۔ اپنے مذہب اور عقیدے کو چھوڑنے پر کوئی اس وقت ہی تیار ہو سکتا ہے۔ جب اس کے سامنے ایسی دلیلیں پیش کی جائیں۔ جن سے اس پر حجت تمام ہو جائے اور وہ سمجھ لے کہ جس مذہب کی طرف تم اسے بلا رہے ہو۔ وہی سچا ہے۔ ورنہ سرسری باتوں سے یہ سمجھ لینا کہ وہ تمہارا ہم خیال ہو جائیگا۔ غلط ہے۔ پس اس طرح تبلیغ کرو کہ یا تو وہ سلسلے میں داخل ہو جائے اور یا وہ اپنا عندیہ کھول کر رکھدے اور تمہارا یہ خیال باطل ہو جائے کہ وہ قریب زمانہ میں احمدیت میں شامل ہو جائے گا۔

دوست وہی ہے

جو اس جہان میں بھی ساتھ ہو اور اگلے جہان میں بھی ساتھ ہو۔ اگر کوئی دوست دونوں جہانوں میں ساتھ نہیں تو وہ دوست کس کام کا۔ اگر تمہارا دوست جہنم میں جاتا ہے اور تمہیں خدا تعالیٰ نے جنت میں بھیج دیتا ہے۔ تو پھر وہ دوستی دوستی نہیں۔ حقیقی دوستی تب ہوتی ہے۔ جب تم اپنے دوست کو بھی جنت میں لے جاؤ۔ جب تک تمہارا دوست بھی تمہارے ساتھ جنت میں نہ ہو۔ تو تمہیں جنت میں رہ کر بھی حقیقی سکھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تم دیکھ رہے ہو کہ تمہارا دوست جہنم میں ہے۔ تو تمہیں جنت میں کیسے سکھ نصیب ہو سکتا ہے۔ پس وہ

دو باتیں

جن کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں۔ اول اگر حفاظت قادیان کے وعدے کئے ہوئے ہیں اور ان کی ابھی تک ادائیگی نہیں ہوئی تو انہیں ادا کر دیں یا اگر غلط وعدے لکھوائے ہوئے ہیں تو انہیں صحیح کر دیں۔ یہاں کی جماعت کا تو مجھے علم نہیں۔ دوسری جماعتوں کے بعض دوستوں کا مجھے علم ہے۔ جن کی جائداد مجھ سے کسی صورت میں بھی کم نہیں۔ لیکن میرے چندے کا پانچواں یا چھٹا حصہ انہوں نے چندہ لکھایا ہے حالانکہ ان کی جائدادیں بہت زیادہ ہیں۔ ایسی غلطی کرنیوالوں کی اصلاح کریں اور ان سے صحیح وعدے لے کر ادائیگی کروادیں۔

کئی دوست

چھوٹی چھوٹی آمدوں

کو آمد ہی خیال نہیں کرتے ایک بڑی آمد کو آمد سمجھ کر اس کا چندہ دے دیتے ہیں اور بڑی آمد پر بھی پہلے ہی ڈسکاؤنٹ (Discount) لگا لیتے ہیں۔ تاجر خیال کرتے ہیں کہ وہ دوکان سے جو گھر کا خرچ نکالتے ہیں۔ وہی ان کی آمد ہے۔ بعض لوگ آپ ہی اپنی تنخواہ مقرر کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری آمد یہ ہے اور باقی نفع کہتے ہیں کہ دوکان میں لگا دیا گیا حالانکہ جو آمد ہے وہی آمد ہے۔ خواہ وہ دوکان میں ڈال دی جائے یا بنک میں جمع کرا دی جائے۔ ایک ہی بات ہے یہ کہہ دینا کہ دوکان والی رقم کا مجھے کیا فائدہ۔ غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کرنے والے ہیں تو مومن لیکن

غلط فہمی کی بناء پر

ایسا کرتے ہیں۔ اگر انہیں سمجھایا جائے۔ تو اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر ان کے اندر ایمان نہیں ہے تو وہ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے اور اس طرح جماعت ان کے بوجھ سے بچ جائے گی۔ لیکن اگر ان میں ایمان ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں غلط فہمی ہوئی ہے تو وہ ضرور اپنی اصلاح کر لیں گے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت میں بہت کم ایسے لوگ ہیں۔ جو وضاحت کر دینے کے بعد بھی پیچھے رہنے والے ہوں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد اور اس کے نقش قدم پر چلنے والوں کی طرح مجھے جماعت میں عیب ہی عیب نظر نہیں آتے۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ جب بات کھل جاتی ہے تو جماعت کا اکثر حصہ قربانی میں پیچھے نہیں رہتا۔ نیک کام کے لئے

عادت کی ضرورت

ہوتی ہے اور کسی کام کی عادت پڑنے میں کچھ دیر لگتی ہے۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کبھی کوئی نیا حکم دیا۔ تو کچھ دیر تک اس میں روکاوٹ پڑ جاتی تھی۔ مگر کچھ عرصہ بعد وہ صحیح ہو جاتی تھی۔ چندے کی عادت پڑنے میں بھی دیر لگتی ہے۔ جب سلسلہ کا کام خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے سپرد ہوا اس وقت دو پیسہ فی روپیہ چندہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

دھیلا فی روپیہ چندہ

تھا۔ پھر پیسہ ہوا۔ پھر دو پیسے ہوئے اور پھر ایک آنہ فی روپیہ چندہ ہوا۔ اب جماعت کے ایک حصہ نے وصیت بھی کی ہوئی ہے جو کم از کم اپنی آمد کا ۱/۱۰ چندہ دیتے ہیں اور اب سیکڑوں کی تعداد بلکہ جیسا کہ مجھے پچھلی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے۔ یہ تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے جو ۶ ۱/۴ فی صدی سے ۵۰ فی صدی تک چندے دے رہے ہیں۔ بعض دوستوں نے میری پہلی تحریک پر عمل کرتے ہوئے ۵۰ فی صدی چندہ دینا شروع کر دیا تھا۔ اگرچہ میں نے اسے بعد میں ۳۳ فی صدی کر دیا ہے۔ مگر وہ ابھی تک ۵۰ فی صدی ہی دے رہے ہیں۔ ایسے دوستوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور

ایک وقت ایسا آئیگا

جب ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جائے گی بلکہ جماعت کا اکثر حصہ ایسا ہوگا جو ۶ ۱/۴ فی صدی سے ۳۳ فی صدی تک چندہ دیتا ہوگا۔ اب دیکھو کہ کس طرح ترقی کرتے کرتے جماعت چندہ میں ترقی کر گئی۔ اور ابھی انشاء اللہ اور کرے گی اسی طرح

جان کی قربانی

کے سوال ہی کو لے لو۔ جب میں نے یہ چیز جماعت کے سامنے پیش کی تو جماعت کی یہ حالت تھی۔ کانما یساقون الی الموت گویا وہ موت کی طرف ہنکائے جاتے ہیں۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد جماعت میں جان کی قربانی کی بھی عادت پڑ جائے گی۔ موت تو سب سے ہلکی چیز ہے۔ خدا اور اس کے کام کی خاطر اگر کسی کو موت آجاتی ہے تو کیا ہوا یہ

خدائی تقدیر ہے

جس سے کوئی بھاگ نہیں سکتا دنیا کے کاموں میں کیا کسی نے گارنٹی دی ہوتی ہے کہ کوئی کام کرتے ہوئے اسے موت نہیں آئے گی۔ اگر دنیاوی کام کرتے ہوئے وہ مر جائے تو پھر اس کے بچوں کی کون پرورش کرے گا۔ لیکن اگر خدا کا کام کرتا ہوا مر جائے گا تو خدا تعالےٰ اس کے لئے کچھ تو غیرت دکھائیگا۔ اور وہ اس کی خاطر کچھ تو کرے گا۔ پھر یہ ضروری نہیں کہ وہ مر جائے بسا اوقات انسان زندہ رہتا ہے غرض جماعت میں اب

بیداری پیدا ہو رہی ہے

اور کچھ عرصہ کے بعد جماعت کے اندر یہ روح پیدا ہو جائے گی کہ وہ جہاد کرنے لگ جائیگی پس ہر کام عادت ڈالنے سے ترقی کرتا جاتا ہے۔ تبلیغ کی طرف جماعت کو توجہ دلانا بھی ایک وقت اور محنت چاہتا ہے باقاعدہ اس طرف توجہ کی جائے اور ہر شخص اس کام کا عادی ہو جائے گا اور خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت کہیں کی کہیں جا پہنچے گی۔ اس سلسلہ میں میں جماعت کے مقرر کردہ تبلیغ کے عہدہ داروں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ محنت سے کام کریں۔ سونے سے کام نہیں بنے گا۔ مجھے یہ علم نہیں۔ کہ یہاں کے سیکرٹری تبلیغ کون ہیں۔ ابھی تک وہ مجھ سے نہیں ملے اگر وہ مجھ سے ملتے۔ اور اپنے حالات بتاتے۔ تو میں ان کو

تبلیغ کے کئی ایک طریقے

بتا سکتا تھا جن پر عمل کر کے وہ اس میدان میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے فرائض کی طرف توجہ دیں۔ جماعت کے لوگ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے سکرٹری تبلیغ مقرر کر دیا ہوا ہے جس کا کام ہے۔ کہ وہ تبلیغی کام کرے۔ جب وہ سیکرٹری ان سے کہتا ہی نہیں تو وہ تبلیغ کیا کریں۔

سیکرٹری تبلیغ

کو چاہیئے کہ وہ کام کرنا سیکھے اور اگر کوئی مشکل پیش آتی ہو۔ تو وہ مجھ سے پوچھے۔ میں اسے بتاؤں گا۔ کہ وہ مشکل کیسے آسان ہو سکتی ہے بعض لوگوں کو اس چیز کا احساس ہوتا ہے۔ ہمارے ایک نئے احمدی دوست ہیں بلوچستان میں ملازم ہیں ویسے یوپی کے رہنے والے ہیں۔ وہ میرے پاس آئے۔ اور انہوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ وہ کون سے طریقے ہیں۔ جن کو اختیار کرنے سے

بلوچستان میں

تبلیغ کامیاب ہو سکتی ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ ان میں اس چیز کا احساس پایا جاتا ہے۔ اور میں نے ان کو کئی ایک طریقے بتائے جن کو اختیار کرنے سے بلوچستان میں تبلیغ کامیاب ہو سکتی ہے۔ قادیان کے اور گرد کی جماعتوں کو میں نے اس طرف توجہ دلائی تھی اور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں جماعت کی تعداد دس بارہ ہزار سے ترقی کر کے ساٹھ ستر ہزار ہو گئی تھی۔ پس اگر اس طرف ذرا بھی توجہ کی جاتی۔ تو یہ مشکل کام نہ تھا۔ جو طریقہ یہاں کی جماعت کے دوستوں نے اختیار کیا ہوا ہے یا عام طور پر احمدی جماعتیں اختیار کرتی ہیں وہ غلط ہے۔ دوستوں کو اس کی

اصلاح کی طرف

توجہ کرنی چاہیئے۔ صحیح طریقہ یہی ہے۔ کہ تم اپنے دوستوں سے صاف صاف کہہ دو کہ یا تم غلطی پر ہو یا میں غلطی پر ہوں۔ اگر تم مجھے غلطی پر سمجھتے ہو۔ تو دوستی کا حق یہ ہے کہ تم مجھے سمجھاؤ تا میں صحیح راستہ پر آجاؤں۔ اور اگر میں حق پر ہوں۔ تو تمہیں بھی میرے ساتھ ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر صحیح طور پر کام کیا جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ انہیں اس طرف توجہ نہ دلائی جا سکے۔

اخراج از جماعت و مقاطعہ

اخبار الفضل مورخہ ۲۷ جون ۴۸ء میں اعلان کیا گیا تھا کہ سید مبارک احمد صاحب واقف زندگی ولد سید محمد صاحب کارکن دفتر تجارت حساب وغیرہ دئے بغیر بلا اجازت دفتر سے چلے گئے ہیں۔ ان کو متعدد بار تحریر کیا گیا کہ اگر وہ فوری طور پر حاضر نہ ہوئے تو جماعت سے خارج کئے جائیں گے۔ بے شمار چٹھیاں لکھنے کے بعد انہوں نے اطلاع دی کہ اپریل کے آخر میں ان کی تبدیلی لاہور میں ہو رہی ہے۔ اور لاہور پہنچتے ہی حساب کتاب دینے کے لئے دفتر میں حاضر ہو جائیں گے۔ مگر دو ماہ گذر گئے ہیں وہ ابھی تک حاضر نہیں ہوئے۔ لہذا انہیں بذریعہ اعلان مطلع کیا گیا۔ کہ وہ اس اعلان کو دیکھتے ہی فوراً دفتر میں حاضر ہو جائیں۔ ورنہ انہیں اخراج از جماعت اور مقاطعہ کی سزا دی جائے گی۔ سید مبارک احمد صاحب نے اس وقت تک اس کی تعمیل نہیں کی اور دفتر میں حاضر نہیں ہوئے۔

اس لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے سید مبارک احمد صاحب واقف زندگی کے اخراج از جماعت اور مقاطعہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ احباب مطلع رہیں اور اس کی تعمیل کریں۔

(ناظر امور خارجہ)

غیر منتخب شدہ واقفین زندگی توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ کہ غیر منتخب شدہ واقفین زندگی ہر تین ماہ کے بعد اپنے موجودہ پتوں سے دفتر تحریک جدید کو مطلع فرمایا کریں۔ کچھ عرصہ سے اس طرف واقفین بہت ہی کم توجہ دے رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ بعض اوقات وہ خدمت سلسلہ سے محروم رہ جاتے ہیں

لہذا بطور یاددہانی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن دوستوں نے فارم معاہدہ وقف زندگی پر کیا ہوا ہو اور ان کو ان کے مناسب حال کام نہ ہونے کی وجہ سے تا حال نہ بلایا گیا ہو ہر تین ماہ کے بعد بلا استثناء اپنے موجودہ پتوں سے دفتر ہذا کو اطلاع دے دیا کریں۔

وکیل المال تحریک جدید جودھامل بلڈنگ جودھامل روڈ لاہور

> خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔
> (مینیجر)

۲۹ رمضان المبارک کی فہرست طیار ہو رہی ہے!

آپ تحریک جدید کے چندہ میں جو رقم داخل فرمائیں۔ اسم وار تفصیل کے ساتھ داخل فرمائیں۔ تا کسی دوست کا نام حضور کی خدمت میں پیش ہونے سے رہ نہ جائے۔ مقامی جماعت کے عہدہ دار اور وعدہ کرنے والے افسر جلد سے جلد اپنا روپیہ اسم وار تفصیل سے داخل فرمائیں (وکیل المال)

رپورٹ جلسہ لجنہ اماء اللہ لاہور

بروز اتوار مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء ۱۸ ماہ رمضان المبارک بوقت صبح ۸ بجے رتن باغ میں زیر صدارت محترمہ صدر مرکزیہ لجنہ اماء اللہ لاہور کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حلقہ جات کی عہدیداران و ممبرات شامل ہوئیں۔ کارروائی جلسہ تلاوت قرآن کریم سے شروع کی گئی۔ تین تقریریں ایک مضمون تین نظمیں پڑھی گئیں۔ یہ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب رہا۔

اس سے پیشتر تین جلسے جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ لاہور کی غیر موجودگی میں زیر صدارت محترمہ صدر مرکزیہ کرائے گئے۔ یہ جلسے بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب رہے

(جنرل صدر لجنہ اماء اللہ ۔ لاہور)

انسپکٹران بیت المال فوری توجہ فرمائیں

جیسا کہ تمام انسپکٹران بیت المال کو معلوم ہے۔ کہ اب تک تمام جماعتوں کے (چندہ عام اور جلسہ سالانہ) سال ۱۹۴۸ء ان کے بجٹ تشخیص ہو کر نظارت ہذا میں موصول ہو جانے چاہئیے تھے۔ مگر ریکارڈ دیکھنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ابھی تک بعض انسپکٹران کے حلقہ جات کے بجٹ مکمل طور پر تشخیص ہو کر نہیں آئے

لہٰذا

ایسے انسپکٹران کو بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنے حلقہ جات کی بقیہ جماعتوں کے بجٹ تشخیص کر کے نظارت ہذا میں ارسال فرمائیں۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ کہ جہاں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ ان کی تنظیم مکمل کر کے ان کے بھی بجٹ فوراً بھجوائے جائیں۔ (ناظر بیت المال)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کریں۔

برطانیہ کے نوجوان کا مہلک مرض

لارڈ منٹگمری کی تشخیص۔ کلیسا کا مستقبل

(از مکرم جناب مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد احمدیہ لنڈن)

گذشتہ جمعرات "فیلڈ مارشل لارڈ منٹگمری نے برطانیہ کی موجودہ نسل کی ایک خطرناک مرض کی تشخیص کی فیلڈ مارشل کے الفاظ ان کے مرتبہ اور تجربہ اور نوجوانوں کی وسیع واقفیت کے لحاظ سے غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں لارڈ منٹگمری نے کہا۔ "نوجوان عدم یقین کے ایک گہرے احساس کا شکار ہیں۔ میں اس کا باعث یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ملک میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک بنیادی ایمان کا ذرہ بھی موجود نہیں...... انہیں نہ جمہوریت میں نہ خدا میں نہ اپنی ذات میں ایمان ہے چونکہ انہیں مذہبی صداقت کا کوئی احساس نہیں۔ اس لئے ان کے پاس کوئی یقینی معیار یا اصول نہیں ہیں کہ جن سے وہ اپنے عمل اور اپنی تمناؤں کو ضبط میں لا سکیں"

آرچ بشپ آف کنٹربری کی بیگم اس پر تبصرہ کرتی ہوئی لکھتی ہیں "اگر لارڈ منٹگمری نوجوان سپاہی کو ضبط سے خالی پاتا ہے۔ تو اس کا یہی یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس نے ایسے گھر میں پرورش پائی جہاں ضبط بہت کمزور رہتا...... اگر اس نوجوان کو خدا پر کوئی ایمان نہیں اور خدا کے قوانین اور مسیحی معیارات حیات کا کوئی علم نہیں۔ تو یہ یقینی امر ہے۔ کہ اس کے گھر میں خدا بھلایا جا چکا ہے۔ دعا اور عبادت اور مسیحی اخلاقی معیار خاندان کی زندگی میں کوئی حصہ نہیں رکھتے"

(سنڈے ٹائمز ۱۸ جولائی)

لیڈی موصوفہ نے اس میٹنگ میں لارڈ منٹگمری سے پہلے تقریر کرتے ہوئے موجودہ تہذیب کے ثمرات کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے کہا بچوں کی پرورش گاہیں۔ تشخیص گاہیں۔ فیملی الاؤنسز اسکول میں کھانا تعلیم کا شاندار نظام بچہ کی قدر کے لئے اہمیت ظاہر کرتا ہے۔ وہاں اس امر کا بھی آئینہ دار ہے۔ کہ بچے کی تربیت اور پرورش اطمینان سے والدین کے سپرد نہیں کی جا سکتی۔

لیڈی موصوفہ نے مرض کے اصل مقام پر انگلی رکھ دی ہے۔ انگلستان کے گھر گو مذہب میں زیادہ دلچسپی نہ رکھتے تھے۔ لیکن جو برائے نام مذہبی اثر بچہ پر چھوڑ سکتے تھے حکومت کے نظام نے ان کو بچہ کی پرورش و تربیت سے سبکدوش کر کے اس سے بھی محروم کر دیا ہے۔ اس کی ذمہ داری مسیحی چرچ پر ہے۔ کہ ایسی تعلیم قوم کے سامنے پیش کی کہ وہ ایک موجودہ زمانہ کے سمجھدار نوجوان کی عقل سے بالا تھی۔ ریاضی سائنس اور شعبہ انسانی اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے۔ اسلئے گو نتوں گھوڑدوڑ اور کھیلوں کے میدان پُر ہیں لیکن گرجے خالی ہیں۔ چنانچہ سیبوہم رونٹری (Seebohm Rowntree) آج کی اشاعت میں ہی لکھتا ہے کہ قوم کی تمدنی اور روحانی حالت کی تحقیق کے سلسلہ میں اس نے اس امر کی تحقیق بھی کی۔ کہ کتنے لوگ گرجا جاتے ہیں وہ لکھتا ہے "۱۸۹۹ء میں میں نے ۱۶ سال سے اوپر کی عمر کے یارک کے تمام گرجوں میں جانے والوں کی کل تعداد کو شمار کیا۔ سال کے انہیں ایام اور ویسے ہی موسم میں میں نے یہ مردم شماری ۱۹۳۵ء میں ۱۹۴۷ء میں کی ۱۸۹۹ء میں حاضری بالغ آبادی کا ۳۵۰۵ فیصدی تھی ۱۹۳۵ء میں یہ حاضری ۷ء۱۷ تک گر چکی تھی ۱۹۴۷ء کی تعداد کے بارہ میں گو ابھی قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ بعض اعداد کو چیک کرنا ابھی باقی ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ دس فیصدی سے زیادہ نہ ہوگی۔ بلکہ شائد اس سے بھی کم ہی ہو۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ نصف صدی سے بھی کم عرصہ میں گرجا جانے والوں کی تعداد قریباً ۷۰ فی صدی گر چکی ہے۔ یہ اعداد بھی موجودہ حالات کے خطرہ کی اہمیت کو ظاہر نہیں کرتے۔ کیونکہ حاضری میں کمی زیادہ تر ۱۸ اور ۴۰ سال کی عمر کے درمیان کے لوگوں میں ہے اس لئے گرجوں میں حاضری کی موجودہ تعداد کو قائم رکھنے کی بھی کوئی امید نہیں"

مسٹر رونٹری گرجا نہ جانے کی وجوہات کے بارہ میں لکھتا ہے۔ لوگوں کے گرجوں کو نہ جانے کی اور مسیحیت سے روگردان ہونے کی بعض وجوہات کی تحقیق میرے ایک اسسٹنٹ کی تحقیق سے ظاہر ہوئی ہیں اس نے قوم کے مختلف طبقات کے مردوں اور عورتوں سے جن کو اس نے بغیر کسی ترتیب کے منتخب کیا لمبی گفتگو کی۔ یہ ملاقاتیں بالکل غیر رسمی تھے۔ اور ملاقات کنندگان کو اس امر کا قطعاً احساس نہ ہوا کہ خاص طور پر ان کا انٹرویو لیا جا رہا ہے۔ اس لئے انہوں نے پوری آزادی سے گفتگو کی مذہب ہی ان گفتگوؤں کا موضوع تھا اور ان ملاقاتوں سے اس حقیقت پر روشنی پڑی کہ جو لوگ گرجوں کو نہیں جاتے یا مسیحیت کو رد کرتے ہیں ان کی ایسا کرنے کی وجوہات تین عنوانات کے ماتحت آ جاتی ہیں پروٹسٹنٹوں میں جس وجہ کا زیادہ تر اظہار کیا گیا وہ پادریوں سے نفرت اور ان پر عدم اعتماد تھی اس بنا پر کہ ان کا کام اعلیٰ معیار سے گرا ہوتا ہے اور تبلیغ تنخواہوں کے عوض میں ہوتی ہے۔ نیز جنہیں وہ تبلیغ کرتے وہ خود ان جیسے ہوتے ہیں۔ دوم کلیسائی عقائد کی صداقت میں سخت شبہ اور اس پر ایمان فقدان سوم عبادت کی جگہ مذہبی وعظ سے نفرت"

باوجود ان امور کو تسلیم کرنے کے دوسری بڑی مدعی ہے۔ کہ لوگ ابھی مسیحی اخلاقی اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ گو ساتھ ہی وہ یہ بھی کہہ گیا ہے۔ کہ غرباء کی مشکلات کا احساس جو لوگوں میں پیدا ہوا ہے۔ اس کی وجہ ٹریڈ یونین اور لیبر تحریک بھی ہے درست ہے کہ بعض ظاہری اخلاقی خوبیاں بے شک انگریزوں میں پائی جاتی ہیں مگر ان کا باعث مسیحیت نہیں۔ بلکہ تہذیب کا ارتقاء ہے۔ تعلیم اور آزادی اور تہذیب کی ترقی کے ساتھ بعض اخلاق میں ایک ظاہری حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر بعض پہلوؤں سے انگریزوں کے اخلاق حد درجہ پست اور باعث ننگ قوم ہیں ان پر بحث کرنا اس نوٹ کا مقصد نہیں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ بیشک مسیحیت اس جزیرہ میں مٹ رہی ہے۔ اور خود قائدین قوم اور مذہبی راہنما اس کی قبر کھود رہے ہیں۔ مگر ہمارے لئے خوشی کی بات تبھی ہو سکتی ہے کہ اس کی جگہ اسلام لے اور اسلام کی طرف توجہ وہ اس رنگ میں کر سکتے ہیں کہ ان میں مذہب کی طرف رغبت پیدا ہو۔ انگلستان کے مبلغ کے لئے بڑی مشکل یہی ہے۔ کہ مادیت اور غلط مسیحیت کی تعلیم اور مذہبی راہنماؤں کی دنیاداری کی گراوٹ کے باعث موجودہ نسل میں مذہبی جذبہ کا فقدان نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ ضرور ایک نہ ایک دن ان میں روحانی انقلاب پیدا کرے گا۔ اور اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ لیکن جب تک وہ وقت نہیں آ جاتا خدا تعالیٰ اپنے عاجز اور غریب بندوں کو جو اس جزیرہ میں اس کے نام کو بلند کرنے کے لئے آئے ہیں۔ گھبراہٹ اور مایوسی سے بچانے اور ہمتوں کے قائم رکھنے کے لئے گاہے بگاہے پرندے دیتا رہتا ہے۔ ان میں سے ان مبلغین کے ذریعہ ابراہیمی پروں کے نیچے پناہ حاصل کرتے اور پرورش پا کر ایسے اڑنے والے پرندے بن جاتے ہیں کہ مومنین کی جماعت ان پر رشک کھائے۔ ہمیں دو چیزوں کی ضرورت ہے اول دعا دوم کام کے لئے سامان۔ دعا اس لئے کہ دجال کا استیصال انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکے گا اور سامان سے میری مراد یہ ہے کہ ہم کو ہر قسم کے لٹریچر سے آراستہ کیا جائے۔ خدا کا حکم ہے کہ ہم جہاد کی پوری تیاری کریں اور اس جہاد کا اسلحہ ہمارا لٹریچر ہی ہے۔ اس کے ذریعہ ہم جزیرہ کے ساکنین تک پہنچ سکتے ہیں۔ بس آپ نے آقا امال اللہ لقارہ کی اطلاع شوق طالعہ سے اور احباب سے درخواست دعا ہے

درخواست ہائے دعا

مکرم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی اہلیہ عرصہ سے بیمار ہیں اور ابھی تک کوئی افاقہ نہیں ہے احباب درد دل سے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔ ۲۔ محمد حنیف صاحب سیلونی واقف زندگی بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر کی ادائیگی سے روزوں کی کمیاں اور نقائص دور ہوتے ہیں۔ نیز عید کے دن مساکین و بیوگان اور مستحقین کو عمدہ طعام مہیا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ عمل ہر مسلمان پر فرض ہے۔ خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو کا ہو۔ جو شخص اس فرض کو خود ادا نہ کر سکتا ہو۔ تو اس کے مربی اور سرپرست کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کی طرف سے یہ مقررہ رقم ادا کرے۔ غلاموں۔ بچوں اور بعض روایات کے مطابق مہمانوں اور نوزائیدہ بچے کی طرف سے ادا کرنا واجبی ضروری ہے جیسا کہ بڑوں کی طرف سے۔ اس کی مقدار شریعت نے ذی استطاعت لوگوں پر غلے کا ایک صاع اور کم طاقت رکھنے والوں پر نصف صاع مقرر کی ہے۔ صاع عرب میں ایک ماپنے کا پیمانہ ہے۔ جو ہمارے ملک کے حساب سے قریباً پونے تین سیر وزن کے برابر بنتا ہے۔ سالم صاع ادا کرنا افضل و اولیٰ ہے۔ اس کی ادائیگی نماز عید سے قبل ضروری ہے۔ بلکہ دو چار روز پہلے دینا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے۔ جلد ارشاد نبوی کی تعمیل کر کے ثواب دارین حاصل کریں مختلف علاقوں میں غلہ کی مختلف شرحوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک صاع غلہ کی قیمت ۱۲ ؍ اور نصف صاع کی قیمت ۶ ؍ مقرر کی جاتی ہے ص م

۴۴ یہ صدقہ مقامی غرباء و مساکین پر خرچ ہو سکتا ہے۔ جو رقم مقامی غرباء و مساکین سے بچ جائے یا مقامی جماعت میں اس صدقہ کا کوئی مستحق نہ ہو تو اسے مرکز میں ارسال کر دیا جائے (نظارت بیت المال)

ماخوذین سندھ کیلئے درخواست دعا

سندھ میں ہمارے جو نوجوان ایک قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ ان مخلص نوجوانوں میں سے بعض واقف زندگی بھی ہیں۔ احباب ان کی باعزت رہائی کے لئے رمضان کے مہینہ میں خاص طور پر دعا فرمادیں:۔

پاکستانی نمائندے بدھ کو ملاقات کرینگے

فوجی مشیر کی فوری طلبی

کراچی ۳ر اگست معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان میں مصالحت کرانے والا اتحادی قوموں کا کمیشن بدھ کے روز پاکستان کے نمائندوں سے ملاقات کرے گا۔ پاکستان کی جانب سے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خانؐ سیکرٹری جنرل مسٹر محمد علی اور مسٹر محمد ایوب ملاقات کرینگے ۔ کل پاکستان کے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خان اور صوبہ سرحد کے گورنر مسٹر ڈانڈس نے کمیشن کے ممبروں سے غیر رسمی بات چیت کی۔ آج صبح کمیشن کی پہلی میٹنگ ہوئی۔ جس میں کراچی میں قیام کے دوران کا پروگرام طے کیا گیا۔

معلوم ہوا ہے کہ کمیشن نے سیکورٹی کونسل کو ایک تار بھیجا ہے کہ وہ کمیشن کے ساتھ فوجی مشیر کو مقرر کرنے میں ذرا جلدی سے کام لے کیونکہ فوجی مشیر کی بہت سخت ضرورت ہے۔

مغربی پنجاب کے پانچ ضلعوں میں سیلاب

تین سو دیہات پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں

لاہور ۳ر اگست ۔ مغربی پنجاب میں امسال اس قدر زور کی بارش ہوئی ہے کہ صوبہ کے سولہ ضلعوں میں سے پانچ میں زبردست سیلاب آگیا ہے جس سے فصل کو بہت بڑے پیمانہ پر نقصان پہنچا ہے لاتعداد مویشی کام آئے ہیں۔ اور بہت سے انسان ہلاک ہو چکے ہیں۔

طغیانی کا سب سے زیادہ زور دریائے چناب کے حصہ میں آیا ہے ۔ چنانچہ تباہی و بربادی کا بدترین نشانہ مظفر گڑھ کا علاقہ ہے کہا جا رہا ہے کہ پچھلے پندرہ برس میں تو ایسا زبردست سیلاب دیکھنے اور سُننے میں آیا نہیں۔ اس ضلع میں پانچ ہزار افراد پر مشتمل ایک قصبہ تو بالکل بہ گیا ہے اور تمام لوگ بے خانماں برباد ہو گئے ہیں۔ بہت زیادہ جانی نقصان کا خطرہ ہے۔

دوسرے سیلاب زدہ علاقوں میں ضلع شاہ پور، گجرانوالہ، ڈیرہ غازی خاں اور شیخوپورہ ہیں۔

ابھی تک جو خبریں آئی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ فصل کو یہاں بھی ناقابل بیان نقصان ہوا ہے۔ اور بہت سے گاؤں میں سوائے پانی کے اور کچھ نظر ہی نہیں آرہا ۔کہا جاتا ہے بہت سے آدمی ڈوب گئے ہیں مگر ابھی تک صحیح اعداد وشمار نہیں معلوم ہو سکے ہیں۔ پتہ چلا ہے کہ مظفر گڑھ کے چاروں طرف پانی ہی پانی ہے۔ اور پنجاب کے باقیماندہ علاقوں سے اس کا تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ تمام وہ راستے جو یہاں سے ملتان، علی پور اور ڈیرہ غازی خاں کو جاتے ہیں۔ پانی کے نیچے چھپے ہوئے ہیں۔ اور ریلوے لائن کے اوپر دو دو فٹ پانی چڑھ گیا ہے۔ جس کے باعث وہ جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔

مولانا فضل الٰہی گرفتاری کے بعد ضمانت پر رہا کر دئیے گئے

لاہور ۳ر اگست ۔ معلوم ہوا ہے کہ جمرقند کے مجاہدین کے رہنما مولانا فضل الٰہی کو وزیر آباد میں گرفتار کر لیا گیا تھا اور بعد میں تین ہزار روپے کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے پتہ چلا ہے کہ مولانا مذکور کراچی سے واپس آکر پونچھ کے محاذ پر جا رہے تھے ۔ حراست کے بعد ان کو گوجرانوالہ لے جایا گیا اور ایک مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا جس نے انکو ضمانت پر رہا کر دیا۔

اسلامی مُلکوں میں وفد بھیجے جائینگے

دمشق ۳ر اگست فلسطین کی عرب اعلیٰ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اسلامی اور مشرقی ملکوں میں ایسے وفد بھیجے جائیں جو ان کو فلسطین کے حالات سے آگاہ کریں اور فلسطین کی جنگ کو کامیابی سے جاری رکھنے کے لئے ان کی مادی اور اخلاقی امداد بھی حاصل کریں۔

حیدرآباد کا مقدمہ قانوناً اتحادی قوموں کے سپرد ہو سکتا ہے

شیخ فیض محمدؐ کا بیان

لاہور ۳ر اگست مغربی پنجاب کی مجلس قانون ساز کے صدر شیخ فیض محمد نے مسٹر ایٹلی کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے آج ایک بیان میں کہا ہے کہ حکومت ہندوستان اور نظام کے مابین حالات کو جوں کا توں رکھنے کی بابت جو سمجھوتہ ہوا ہے۔ اس کی رو سے حیدرآباد پر اس قسم کی کوئی بھی پابندی عائد نہیں ہوتی ہے کہ وہ اتحادی قوموں کی انجمن کا ممبر نہیں بن سکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ جب تک برطانوی حکومت کی غرض اٹکی رہی وہ نظام کی دوستی کا دم بھرتی رہی اور فائدہ اُٹھاتی رہی۔ مگر جب نظام کو ان کی مدد کی ضرورت ہوئی۔ تو اس نے انہیں بیچ دریا میں دھکا دے دیا۔

دولت مشترکہ کے ممالک کی کانفرنس اکتوبر میں منعقد ہوگی

۸۰ ممبروں کو دعوت نامے بھیجے جا چکے ہیں

لنڈن ۳ر اگست امید ہے کہ جنگ کے بعد ہونے والی دولت مشترکہ کے ممالک کی پارلیمنٹری کانفرنس میں پاکستان اور ہندوستان کے نمائندے شرکت کریں گے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا اعلان گذشتہ اپریل میں وزیر اعظم مسٹر ایٹلی نے کیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ کانفرنس اکتوبر میں ہوگی۔ ۸۰ ممبروں کو دعوت نامے بھیجے جا چکے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر نے اس دعوت کو قبول بھی کر لیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے آج تک دولت مشترکہ کی اتنی بڑی کانفرنس نہیں ہوئی۔ اس کانفرنس میں جن امور پر خاص طور پر بحث کی جائے گی۔ ان میں اقتصادی اشتراک عمل۔ امور خارجہ۔ دفاع ۔مواصلات۔ انتقال آبادی وغیرہ مسائل شامل ہیں کہا جاتا ہے کہ اس کانفرنس میں پارلیمنٹری حکومت کے مستقبل پر بھی بحث ہوگی۔ اکثر ممالک سے جو وفد آئینگے ان میں سے اکثر کے لیڈر مستعمراتی پارلیمنٹوں کے سپیکر ہوں گے۔ یونائیٹڈ پریس کا کہنا ہے کہ اگر آئندہ اکتوبر میں پنڈت جواہر لال نہرو بھی لنڈن میں ہوئے تو وہ بھی کانفرنس میں شریک ہونگے۔

حیدرآباد کے خلاف اقتصادی ناکہ بندی ختم کر دو

لنڈن میں مقیم طالب علموں کا مطالبہ

لنڈن ۳ر اگست ۔ ہائڈ پارک کے باہر "ادر سپیکرز کارنر" نامی گوشے میں ایک عام جلسہ ہوا تھا۔ جس میں نعرے لگائے جا رہے تھے کہ حیدرآباد کے خلاف جو اقتصادی ناکہ بندی جاری ہے اسے فوراً اُٹھاؤ۔ "سپیکرز کارنر" وہ گوشہ ہے جہاں ہر شخص آزادانہ طور پر تقریر کر سکتا ہے۔ اس جلسہ کا انتظام ان طالب علموں نے کیا تھا۔ جو پاکستان اور حیدرآباد کے باشندے ہیں۔ اور وہ لنڈن میں بغرض تعلیم مقیم ہیں اور تقریباً ان کی مجموعی تعداد تین سو کے قریب ہے طالب علموں نے جلسہ کرنے کیلئے پولیس سے اجازت حاصل کر لی تھی۔ پارک کے باہر اُنہوں نے جھنڈے اور لاؤڈ سپیکر لگا رکھے تھے۔ جس کے باعث کافی لوگ جمع ہو گئے تھے۔ ہندو طالبعلموں نے شروع شروع میں گڑبڑ مچانے کی کوشش کی۔ مگر منتظمین نے ان کو یقین دلا دیا کہ ہر شخص کو سوال کرنے کا پورا پورا موقع دیا جائے گا۔ جلسہ ختم ہونے سے پیشتر صدر مجلس نے اعلان کیا کہ تمام سوالات لکھ کر پیش کئے جائیں۔ لیکن چونکہ کسی شخص نے بھی ایسا نہ کیا۔ اس لئے جلسہ برخاست کر دیا گیا۔

مغربی طاقتوں کے نمائندوں کی مسٹر مالوٹوف سے ملاقات

لنڈن ۳ر اگست ۔مغربی طاقتوں کے تین نمائندوں نے رُوس کے وزیر خارجہ مسٹر مالوٹوف سے علیحدہ علیحدہ گفتگو کی۔ اور ان سے درخواست کی۔ کہ وہ ان کی ملاقات مارشل سٹالن سے کرا دیں۔ تاکہ جرمنی کے اختلافات پر بحث ہو سکے خیال کیا جاتا ہے آج اس سلسلے میں کوئی نئی اور اہم خبر آئے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ مارشل سٹالن مغربی طاقتوں کے ان نمائندوں سے بہت جلد ایک مشترکہ جلسے میں ملاقات کرینگے یہ جلسہ غالباً کل کریملن میں ہوگا۔ اگرچہ ابھی تک روسی حلقوں سے اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی مگر مغربی طاقتوں کے سفارت خانوں کا ماحول اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ یہ ملاقات ہونے والی ہے معلوم ہوا ہے کہ جرمنی کے روسی حصہ کے فوجی کمانڈر مارشل سولوسکی اس وقت ماسکو میں موجود ہیں۔ اور اس ملاقات کے دوران میں مارشل سولوسکی اور مسٹر مالوٹوف بھی موجود ہوں گے

> ### جماعت فلسطین کے احباب بخیر و عافیت ہیں
>
> مکرم جناب مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل مبلغ فلسطین بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ فلسطین کے جملہ احباب بخیر و عافیت ہیں۔
>
> نیز دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ آئندہ بھی خدا تعالیٰ فضل فرمائے۔ اور اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ آمین

مغربی پنجاب ہندوستان کو بیج کیلئے ۱۱ ہزار ٹن گندم دیگا

غذائی صورت حال کا جائزہ

کراچی ۳ر اگست ۔ خوراک زراعت اور صحت کی وزارت کے جوائنٹ سیکرٹری مسٹر ایچ۔ ایس۔ ایم اسحاق نے ایک پریس کانفرنس میں ۲۷ر جولائی کی بین المملکتی کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مغربی پنجاب ہندوستان کو بیج کے لئے ۱۱ ہزار ٹن گندم دے گا اس کے عوض ہندوستان ۲ ہزار ٹن گندم مشرقی پاکستان کی بندرگاہ چٹاگانگ میں اپنے خرچ پر پہنچا دیگا ۔باقی ۹ ہزار ٹن کے بدلے ہندوستان کی طرف سے مشرقی پنجاب مغربی پنجاب کو ۱۲ ہزار ٹن چنے دیگا۔ ہندوستان ہمیں دو ہزار ٹن بناسپتی گھی بھی دیگا یہاں یہ یاد رہے کہ ہندوستان بناسپتی گھی برآمد نہیں کرتا ہے مگر پاکستان کیلئے خاص کوٹہ منظور کیا گیا ہے۔ یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ آئندہ سردیوں میں ۲ لاکھ ٹن پیاز ہندوستان سے پاکستان بھیجی جائیگی۔ ہندوستان اور پاکستان ۶۵۰۰ ٹن چاول کا بھی تبادلہ کرینگے مسٹر اسحاق نے کہا کہ ہم ہندوستان کو بلوچستان اور سندھ کا چاول دینگے اور ہندوستان برما کا چاول مشرقی بنگال کو دے گا۔